لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ۔ (الحدیث)

قوم پرستی اور اُس کے نقصانات

عصبیّت و قومیت کے عوامل و اسباب اور قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مُہلک مرض کی مذمّت، آپ صلّی اللہ علیہ وسلم کے تعدّدِ ازواج کی ایک حکمت عصبیّت کا خاتمہ تھا۔ نسب نامے نہ تو محض بیکار ہیں اور نہ مدارِ فخر وغیرہ عنوانات پر مُشتمل رسالہ۔

مُرتّب

مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب

ڈیوز بری - انگلینڈ

بیت العلم ٹرسٹ کراچی

nmusba.wordpress.com

"لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ" (الحدیث)

قوم پرستی اور اس کے نقصانات

عصبیت وقومیت کے عوامل واسباب اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مہلک مرض کی مذمت، آپ ﷺ کے تعدد ازواج کی ایک حکمت عصبیت کا خاتمہ تھا، نسب نامے نہ تو محض بیکار ہیں اور نہ مدار فخر وغیرہ عنوانات پر مشتمل رسالہ

مرتب
مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب
ڈیوزبری

مکتبہ بیت العلم

www.neopeofsunnah.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

11010107

اسٹاکسٹ

مکتبہ بیت العلم

فدا منزل، نزد مقدس مسجد زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی

فون:021-2726509، موبائل:0300-2161927

کتاب کا نام..... قوم پرستی اور اس کے نقصانات

مرتب..... حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری

تاریخ اشاعت..... جنوری ۲۰۰۷ء، ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ

ناشر..... بیت العلم ٹرسٹ

ST-9E بلاک نمبر 8، گلشن اقبال، کراچی

فون:4976073 فیکس:4976339

ای میل - bit-trust@cyber.net.pk

ملنے کے دیگر پتے

بیت القرآن، اردو بازار، کراچی۔ فون:2630744

- ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی فون: 4919673- 4914596
- مکتبہ فہم دین، نزد مسجد بیت السلام، ڈیفنس، کراچی
- ادارہ اسلامیات، اردو بازار لاہور۔ فون: 042-7224228
- مکتبہ امدادیہ، ٹی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون:061-544965
- کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون:5771798
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ فون:662263
- بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹکی گھٹی، حیدر آباد

www.peopleofsunnah.com

ضروری گزارش

اَلسَّلَامُ عَلَیکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ

حضرات علماء کرام اور معزز قارئین کی خدمت میں نہایت ہی عاجزانہ گزارش ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ.....ہم نے کتاب میں تصحیح و تخریج کی پوری کوشش کی ہے، تاکہ ہر بات مستند اور باحوالہ ہو، پھر بھی اگر کہیں مضمون یا حوالہ جات میں کمی بیشی یا اَغلاط وغیرہ نظر آئیں تو اَزراہِ کرم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں وہ غلطی دور کی جائے۔ مزید اس کتاب کے متعلق کوئی اصلاحی تجویز ہو تو ہم نے آخر میں خط دیا ہے وہ ضرور بھیجیں۔

اس کتاب کی تصحیح اور کتابت پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ..... کافی محنت ہوئی ہے، اُمید ہے قدردان لوگ مسلمانوں کے لئے کی گئی اس محنت کو دیکھ کر خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی دعا کرتے رہیں گے۔

جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا

آپ کی قیمتی آراء کے منتظر

احباب بیت العلم ٹرسٹ

www.peoplesofsunnah.com

منفرد علمی اور دینی تحفہ

''قوم پرستی اور اس کے نقصانات''

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

◎ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ تحفے میں بہترین چیز پیش کرے۔

◎ کیا آپ جانتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی طرف سے سب سے بہترین چیز کیا ہے؟

❶ یاد رکھیے! ایک مسلمان کے لئے سب سے بہترین تحفہ ''دینی علوم سے واقفیت ہے'' اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یہ کتاب ہدیے/تحفہ میں پیش کر کے ہم ''تَهَادَوْا وَتَحَابُّوْا'' (موطا امام مالك، كتاب الجامع، باب ماجاء فی المهاجرة: ۷۰۶، ۷۰۷) والی حدیث پر عمل کر سکتے ہیں جس کا معنی ہے کہ: ''تم ایک دوسرے کو ہدیہ لیا دیا کرو آپس میں محبت بڑھے گی۔''

❷ اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر آپ محسوس کریں کہ یہ آپ کے گھر والوں ..... رشتہ داروں ..... دفتر کے ساتھیوں ..... کاروباری حلقوں ..... اور معاشرے کے دیگر افراد بشمول اسکول، کالج اور مدارس کے طلبہ کے لئے مفید ہے تو آپ کا انہیں یہ کتاب تحفے میں پیش کرنا آخرت میں سرمایہ کاری اور سماجی ذمہ داری کی ادائیگی کا حصہ ہوگا۔

❸ نیکی کے پھیلانے، علمِ دین اور کتابوں کی اشاعت کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں۔ محلے کی مسجد، لائبریری، کلینک، محلے کے اسکول اور مدرسے کی لائبریری تک پہنچا کر معاشرے کی

www.peopleofsunnah.com

اصلاح میں معاون و مددگار بنئے۔

④ کتاب کو ہدیے/تحفہ میں دے کر آپ علمی دوست بن سکتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بنا سکتے ہیں، اس لئے کہ کتاب جہاں کہیں بھی رکھی جاتی ہے وہ لوگوں کو پڑھنے کی طرف دعوت دیتی ہے اور جب لوگ دینی، معاشرتی اور اخلاقی احکام و ہدایات سے باخبر ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ باعمل بھی ہوں گے۔

⑤ اگر اللہ تعالیٰ نے مالی گنجائش عطا کی ہو تو کم از کم دس کتابوں کو لے کر والدین اور اساتذہ کرام کے ایصالِ ثواب کے لئے وقف کر دیں، یا رشتہ داروں، دوستوں کو خوشی کے مواقع پر پیش کر کے دین اور دنیا کے فوائد اپنایئے۔

کتاب دے دینا ہمارا کام ہے، مطالعہ کی توفیق اور پھر ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ہم اپنا کام پورا کرنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرما کر مطلوبہ نتائج بھی ظاہر فرمائیں گے۔

درجِ ذیل سطور میں پہلے اپنا نام و پتہ پھر جنہیں ہدیہ دے رہے ہیں ان کا نام و پتہ لکھیں۔

ہدیۂ مبارکہ

From مِنْ

.....

.....

To اِلٰی

.....

.....

www.peoplesofsunnah.com

عرض ناشر

حَامِداً وَّ مُصَلِیاً وَّ مُسلِّماً

اَمَّا بَعْدُ

حمد وستائش کے لائق وہی خالق ہے جس نے تمام انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا فرمایا، پھر ان کو مختلف قبائل ورنگ ونسل میں تقسیم کیا، برتری اور فضیلت کی بنیاد تقویٰ کو بنایا اور رنگ ونسل کی برتری کو مذموم قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم پرستی کے نعروں کو فرمایا کہ ''یہ بدبودار نعرہ ہے''۔

حجۃ الوداع کے موقع پر صاف اعلان ہوا کہ آج میں نے قوم پرستی کے بت کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے، یہاں تک کہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، حتی کہ اگر کالا حبشی بھی تمہارا سردار بنایا جائے تو سرِ تسلیم خم کردو۔

اللہ تعالی معاف فرمائے آج کل ہمارے معاشرے میں یہ وبا سم قاتل کی طرح پھیل رہی ہے جس میں صرف ملک کی سلامتی ہی نہیں، بل کہ انسانیت کا شیرازہ بھی بکھرنے کا اندیشہ ہے۔

اس نازک موقع پر اہم ضرورت تھی ایک ایسی کتاب کی جس کو پڑھ کر ہمارا ضمیر جاگ اٹھے اور اسلام کی حقانیت آشکارا ہو، چناں چہ کچھ اس قسم کی کوشش ہمارے ادارے کی دو کتابوں ''اسمائے حسنی'' اور ''کسی کو تکلیف نہ دیجئے'' میں کی گئی

www.peopleofsunnah.com

ہے جو حال ہی میں منظر عام پر آئی ہیں اور اب ڈیوز بری انگلینڈ کے مقیم ہمارے محترم دوست حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب نے وقت کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ہمت فرمائی اور یہ قیمتی رسالہ مرتب فرمایا۔

اللہ تعالی ہم سب کو حقیقی تقویٰ کی توفیق عطا فرمائیں اور یہ رسالہ مؤلف، ناشر، معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

اصلاح ودعا کا طالب

محمد حنیف عبدالمجید

جامعہ بنوری ٹاؤن

www.peopleofsunnah.com

فہرست مضامین

۱	عرض مرتب.....	۳
۲	ایک اعرابی کی اپنے بچے کو نصیحت.....	۳
۳	تقریظ از: حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی قاسمی مدظلہ.....	۷
۴	مقدمہ: قومیت کے اسباب وعوامل کیا ہیں؟.....	۸
۵	۱:.....نسل.....	۹
۶	۲:.....رنگ.....	۱۰
۷	۳:.....زبان.....	۱۰
۸	۴:.....وطن.....	۱۱
۹	کیا حب الوطن من الایمان حدیث ہے؟.....	۱۲
۱۰	عصبیت ایک مہلک مرض.....	۱۵
۱۱	﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾ ترجمہ وتفسیر.....	۱۵
۱۲	آیت کا شان نزول.....	۱۶
۱۳	احادیث مبارکہ۔((لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلَی الْعَصَبِیَّۃِ)).....	۱۸
۱۴	عصبیت کی مذمت.....	۱۸
۱۵	جاہلیت کے دعوی پر لیس منا کی وعید.....	۱۸
۱۶	لیس منا کا مطلب.....	۱۹
۱۷	عصبیت کس کو کہتے ہیں.....	۲۰
۱۸	اپنی قوم کی بے جا حمایت کرنے والے کی مذمت.....	۲۲

www.peopleofsunnah.com

فہرست مضامین

۱۹	اظہار فخر کی ممانعت.....	۲۲
۲۰	اپنے نسب پر گھمنڈ نہ کرو.....	۲۳
۲۱	عصبیت پر دخول جہنم اور عذاب کی وعید.....	۲۳
۲۲	نسبی فخر کے متعلق حضرت ابوذرؓ کا عجیب وغریب عمل	۲۴
۲۳	میری امت میں جاہلیت کی چار باتیں.....	۲۵
۲۴	تفاخر بالانساب پر فخر کی وعید.....	۲۷
۲۵	آبائی فخر پر جہنم کی وعید.....	۳۰
۲۶	فخر بالانساب شیطان کا مکر ہے.....	۳۰
۲۷	خراسانی سید اور حبشی بزرگ کا سبق آموز واقعہ.....	۳۱
۲۸	''اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب'' سے اعتراض اور اس کا جواب.....	۳۳
۲۹	مفاخرہ کی دو قسمیں ہیں، مذمومہ اور محمودہ.....	۳۴
۳۰	عصبیت پر مرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے.....	۳۴
۳۱	تتمہ.....	۳۶
۳۲	نسب نامے نہ تو محض بیکار ہیں اور نہ ہی مدار فخر: از حضرت تھانویؒ.....	۳۶
۳۳	خاتمہ.....	۴۱
۳۴	اوس وخزرج میں قومیت کا نعرہ اور آیت کا نزول.....	۴۱
۳۵	قومیت کی آواز پر آپ ﷺ کی تنبیہ.....	۴۲
۳۶	ایک پنڈت کا اعتراض کہ اسلام تکبر کی تعلیم دیتا ہے.....	۴۳
۳۷	نبی کریم ﷺ کے تعدد ازواج کا ایک سبب عصبیت کا عملاً خاتمہ تھا...	۴۴

www.peoplesurnah.com

عرض مرتب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّاسَ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلَهُمْ شُعُوْباً وَ قَبَائِلَ ، وَخَصَّ كُلَّ اَحَدٍ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَخْلَاقِ وَالشَّمَائِلِ،ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ لَا يَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِّنَ الْمَنَاقِبِ وَالْفَضَائِلِ،وَنَهَاهُمْ اَنْ يَتَفَاخَرُوْا بِالْاَنْسَابِ مَعَ الْاِنْهِمَاكِ فِی الرَّذَائِلِ،وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَهُوَ صَاحِبُ الْخَصَائِلِ . اما بعد۔

ایک اعرابی کی اپنے بچے کو نصیحت

شیخ سعدیؒ نے ''گلستاں'' میں ایک اعرابی کی عجیب حکایت لکھی ہے، فرماتے ہیں:

میں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے کہہ رہا تھا:

''يَا بُنَیَّ اِنَّكَ مَسْئُولٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَا ذَا اكْتَسَبْتَ وَلَا يُقَالُ بِمَا انْتَسَبْتَ''

یعنی اے بیٹے! تجھ سے قیامت کے دن نسب کا سوال نہیں ہوگا، اعمال کا سوال ہوگا۔ ع

''ہنرت چیست ونگویند پدرت کیست''

پھر شیخ نے یہ قطعہ لکھا:

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند　　او نہ از کرم پیلہ نامی

با عزیزے نشست روزے چند　　لا جرم ہمچو او گرامی شد

کعبہ کے غلاف کو جو بوسہ دیتے ہیں وہ ریشم کے کپڑے کی وجہ سے مشہور نہیں ہوا۔ چند دن ایک عزت والے کے ساتھ رہا لامحالہ اس کی طرح باعزت ہو گیا۔

(گلستاں: ۲۲۰، باب ۷، حکایت ۸)

www.peoplesofsunnah.com

زمانۂ سابق کے دیہاتی کی نصیحت پر غور کیجئے اور ہمارے اس زمانہ کے دیہاتی نہیں بل کہ شہری کو سامنے رکھئے اور دونوں کی ذہانت کا اندازہ لگائیے کہ موجودہ زمانہ کے وہ افراد جنہیں اپنی علمی صلاحیت پر اعتماد و افتخار ہے، ان میں اور اس دیہاتی میں کس درجہ تفاوت ہے، وہاں ایک ان پڑھ اعرابی کو قیامت کا استحضار اور اعمال صالحہ کی فکر اور، ع۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

اس عقل و سمجھ پر رونا چاہئے

افسوس مدارس کے بہت سے فضلاء نہ صرف یہ کہ اس مرض میں مبتلا بل کہ اس مہلک بیماری کے داعی نظر آئے۔ اکابر و مشائخ سے منسلک خلفاء بھی اس جال میں پھنس ہی گئے بل کہ عوام کو پھنساتے دیکھے گئے۔

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یہاں کی قومیت کے چند نعرے ملاحظہ فرمائیں: پاکستانی، گجراتی، پٹھان، سورتی، بھروچی، پھر ان کی فروعات میر پوری، عالیپوری، لاجپوری وغیرہ ان گنت۔

پھر یہ اختلاف و عصبیت صرف دنیوی امور تک نہیں، دینی معاملات میں بھی قدم بقدم، مساجد سورتیوں کی علیحدہ، بھروچیوں کی علیحدہ، پاکستانیوں کی علیحدہ اور حد یہ ہے کہ ہر مسجد کے ممبر اور کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں اس میں بھی کیا مجال پاکستانی گجراتی مسجد کا ممبر یا گجراتی پاکستانی مسجد کا ممبر بن جائے، بل کہ ایک علاقہ گجرات میں بھی سورتی اور بھروچی کے مابین دوری۔ غنیمت ہے کہ ابھی تک یہ قانون نہیں بنا کہ ایک دوسرے کی مساجد میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔ (مستقبل میں کیا ہوگا؟ واللہ اعلم) مکاتب، مدارس، مراکز کے احوال کو اسی پر قیاس کرلیں۔

www.peopleofsunnah.com

جس ملک میں گنے چنے مسلمان آباد ہوں اور ان میں آپس کی یہ حالت ہو ان کا وجود ہی اللہ کی نعمت نہیں تو کیا کہا جائے، لہٰذا اس ملک کے باشندوں کو بہت زیادہ اس مرض کے ازالہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، ورنہ خطرہ ہے کہ یہ مرض ہمارے زوال کا سبب نہ بن جائے۔

مدارس اسلامیہ کے اساتذہ و مہتممین، مساجد و مکاتب کے کارکن و منتظمین، مراکز دعوت تبلیغ کے ذمہ دار و مبلغین، ممبر و محراب کے خطباء و واعظین پر اس کی دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، ان حضرات کو خاص طور پر وہ وسائل و اسباب اختیار کرنے چاہیے جس سے اس مرض کاری سے امت کی حفاظت ہو سکے۔

پیش نظر رسالہ میں اسی موضوع پر کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سطروں کو کارآمد و مفید بنائیں اور ہمیں ملت ابراہیمی کا ایسا نمونہ بنائے جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

ملت بیضاء نے قوموں کی مٹا دی تھی تمیز
تھے بلالؓ و جعفرؓ و سلماںؓ برادر محترم

آخر میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ کسی مستقل رسالہ یا تصنیف کے انداز پر لکھی گئی تحریر نہیں ہے، بل کہ چند مضامین لکھے گئے تھے۔ بعد میں ان مضامین کو رسالہ کی شکل پر مرتب کر دیا گیا ہے، اس لیے بعض جگہ مضمون میں تکرار محسوس ہو تو معاف فرمائیں، فقط۔

آخر میں راقم حضرت مولانا عتیق احمد بستوی مدظلہ (استاذ حدیث و فقہ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ موصوف نے رسالہ کو بغور ملاحظہ فرمایا اور قابل اصلاح مواقع پر اصلاح فرمائی اور تقریظ تحریر فرما کر مزید احسان

www.peoplesofsunnah.com

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

نوٹ: تقریظ بہت بعد میں لکھی گئی۔ رسالہ کئی سال پہلے تیار ہو چکا تھا، اس لیے تقریظ اور رسالہ کی تاریخ میں بین (واضح) فرق ہے۔

مرغوب احمد لاجپوری ڈیوزبری

۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۴ر ستمبر ۱۹۹۷ء

بروز چہار شنبہ

www.peopleofsunnah.com

تقریظ از: حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی مدظلہ العالی

عصبیت امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والا سب سے مہلک ہتھیار ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے جاہلی عصبیت کا خاتمہ اور تکریم انسان کا فروغ بھی ہے، لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ دور حاضر میں ہمارے مسلم سماج میں عصبیت کا عفریت بہت خوفناک صورت اختیار کر چکا ہے۔ قومی، علاقائی، لسانی، مسلکی، جماعتی، اداری عصبیتیں پروان چڑھ کر اس امت کے جسم و جان کو لہولہان کر رہی ہیں۔

مرض کی شدت اور سنگینی کی نوعیت یہ ہے کہ وہ طبقہ جس سے اس سنگین مرض کے علاج کی امید تھی اس میں بھی یہ مرض بری طرح سرایت کر چکا ہے۔

اس موضوع پر ہمارے دوست جناب مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری (ڈیوز بری، برطانیہ) نے قلم اٹھایا اور حق یہ ہے کہ پوری جرأت و بے باکی سے موضوع کا حق ادا کر دیا۔ زیر نظر رسالہ انہیں کی علمی کاوش ہے، جس میں عصبیت کے بارے میں آیات و احادیث و آثار نیز اقوال فقہاء کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور عصبیت کا مرض جو اس امت مسلمہ کے لئے ناسور بن چکا ہے اس سے باز آنے کی مؤثر دعوت دی گئی ہے۔ اللہ تعالی اس رسالہ کو نافع بنائے اور قبولیت سے نوازے۔

عتیق احمد قاسمی بستوی

استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

سکریٹری مجمع الفقہ الاسلامی انڈیا

وارد حال ڈیوز بری، برطانیہ

۲۱ رجون ۲۰۰۵ء

www.peoplesofsunnah.com

مقدمہ

ہمارے معاشرے میں قومیت وعصبیت کی وبا روز افزوں ہے اور اس وبائے عام میں سب ہی مبتلا ہو رہے ہیں، ایک عامی سے لے کر تعلیم یافتہ طبقہ تک ہر گروہ قومیت کے نعرے لگانے میں مصروف ہے، حالاں کہ اسلام نے اس مہلک مرض سے بچنے کی از حد تاکید کی ہے اور نبی پاک ﷺ نے انسانی وحدت اور دینی اخوت کا وہ قیمتی نمونہ دنیا بھر کے انسانوں کے سامنے پیش کیا کہ اپنے پرایوں میں امتیاز نہ رہا، حتی کہ حجۃ الوداع کے عظیم الشان اور یادگار خطبہ میں بھی اس بات کو نظر انداز نہیں فرمایا اور نہایت بلیغ اور مؤکد الفاظ میں یہ اعلان فرمایا:

(اَیُّھَا النَّاسُ! رَبُّکُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ)) ۔

اے لوگو! تمہارا مالک ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت سوائے فضیلت تقوی کے نہیں ہے۔

(اسلام اور نسبی امتیازات: ۷۷)

قومیت کے اسباب وعوامل کیا ہیں؟

اب ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ قومیت کو پیدا کرنے والے اسباب وعوامل کیا ہیں؟ یہاں مختصراً چار اہم عوامل کی نشاندہی کی جاتی ہیں:

۱:.....نسل۔

۲:.....رنگ۔

۳:.....زبان۔

www.peopleofsunnah.com

۴:.....وطن۔

نسل

ایک نسل کے لوگ اپنے آپ کو ایک قوم سمجھتے ہیں۔ ان کی قومیت کی بنیاد وحدت نسل ہے۔ جرمنی کا نازی ازم اور یہودیت کو اس کی تمثیل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ نازی ازم جرمنی قومیت کا دعویدار ہے۔ یہودی مذہب کی بنیاد بھی دراصل نسل پر مبنی ہے جو بنی اسرائیل میں محدود ہو کر رہ گئی۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نسل کی بنیاد پر کوئی قوم نہیں بنتی۔ اس کی نگاہ میں سب انسان حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں:

﴿اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى﴾ (حجرات، آیت ۱۳)

(ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا) سے اس کو واضح فرما دیا۔

الغرض اتحاد نسل سے کسی قوم کی تشکیل نہیں ہو سکتی، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ خاندان اور قبیلے کا تعلق کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اسلام نے صلہ رحمی کی ترغیب دے کر اور قطع رحمی سے منع کر کے اس کی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے، مگر اسلام اس خونی رشتہ کو قومیت کے لئے بنیادی عامل تسلیم نہیں کرتا اور نہ اس کو مرکزیت کا مقام دیتا ہے، اگر یہی نسلی اتحاد قومیت کا حامل ہوتا تو آزر و کنعان (یا ''یام'') کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام سے الگ نہیں کیا جاتا۔ شیخ سعدیؒ نے خوب کہا ہے ؎

چو کنعان را طبیعت بے ہنر بود پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمائی اگر داری نہ گوہر گل از خارست ابراہیم از آزر

چونکہ کنعان کی طبیعت بے ہنر تھی پیغمبر کی اولاد ہونے نے رتبہ نہ بڑھایا۔
اگر تو ہنر رکھتا ہے تو دکھا، نسب نہ دکھا، اس لئے کہ پھول کانٹے سے اور حضرت ابراہیم علیہ

السلام آزر سے پیدا ہوئے۔

رنگ

کچھ قومیں رنگ کی بنیاد پر قومیت کو فروغ دیتی ہیں۔ برسوں تک جنوبی افریقہ میں کالے اور گورے کی جو تفریق رہی وہ ظاہر ہے کہ رنگ کی بنیاد پر تھی۔ اسلام کسی خاص رنگ کو وجہ امتیاز نہیں ٹھہراتا، اس کے نزدیک کالا یا گورا ہونا یکساں ہیں۔ ہاں اسلام نے وجہ امتیاز اور فضیلت کا معیار صورت کے بجائے سیرت کو ٹھہرایا ہے، آنحضرت ﷺ کا فرمان مبارک ''گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں، اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر حاکم مقرر کیا جائے تو اس کی بھی اطاعت کرو'' اسلامی تعلیم کے عدل و مساوات پر شاہد عدل ہے۔

رنگ کی بنیاد پر انسانی تفریق خلاف عقل اور غیر فطری فعل ہے، بل کہ اس سے حسد، بغض، عداوت کا بازار گرم ہوتا ہے اور وہ بالآخر خونریزی و قتل و غارت گیری کے واقعات کا سبب بنتا ہے۔

زبان

قومیت کا ایک بڑا سبب لسانیت کو معیار بنانا بھی ہے۔ اسلام اسے بھی قومیت کی بنیاد قرار نہیں دیتا۔ انسانی افکار و آراء کی اہمیت زبان سے زیادہ ہے۔ زبان ان کے اظہار کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔ دو عربی شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ اور امراؤ القیس کے افکار کو دیکھ لیجئے، ایک افکار صحیحہ کی وجہ سے جنتی اور دوسرا بلند پایہ شاعر اپنے فن کمال کی وجہ سے ''ملک الشعراء'' کا خطاب یافتہ، مگر افکار باطلہ کے سبب نہ صرف جہنمی بل کہ

دوزخیوں کا امام کہا گیا۔ افصح العرب ﷺ نے فرمایا:

''اَشْعَرُ الشُّعَرَاءِ قَائِدُهُمْ اِلَى النَّارِ''

سب سے بڑا شاعر مگر جہنمیوں کا امام۔

کوئٹہ میں پشتو اور بلوچ کے نام سے خانہ جنگی اور مغربی و مشرقی پاکستان کی تقسیم لسانی تعصب ہی کا نتیجہ ہے۔

وطن

ایک خاص وطن میں سکونت بھی قومیت کی بنیاد قرار دی گئی ہے، بل کہ قومیت کے جملہ اسباب میں وطنیت کا جذبہ، بیجا حمایت و عصبیت کا غالبا سب سے بڑا ذریعہ ہے، مگر اسلام نے وطنیت کو بھی قومیت کا ذریعہ و بنیاد قرار نہیں دیا، بل کہ عقائد کے اتحاد پر وطن کو خیر باد کروایا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابۂ کرامؓ نے ہجرت فرما کر اس کی زندہ مثال قائم فرمادی۔

وطن سے محبت ایک فطری چیز ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وطن ہر کسی کو عزیز ہوتا ہے جس سے انبیاء علیہم السلام تک بھی مستثنی نہیں رہے۔ بوقت ہجرت آپ ﷺ نے وطن عزیز مکہ مکرمہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

''مَا اَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّكِ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ''۔

ترجمہ: تو کیا ہی پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کس قدر عزیز و محبوب ہے، اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔

(ترمذی: ۲/۲۳۰، باب فضل مكة)

www.peoplesofsunnah.com

کیا ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان'' حدیث ہے؟

بعض حضرات کو وطنی عصبیت میں بطور دلیل کہتے ہوئے سنا گیا کہ حضور ﷺ فرمارہے ہیں: ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ'' لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جملہ کی تحقیق جو راقم نے اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ کے ''مرغوب الفتاوی'' کے حاشیہ پر کی ہے من وعن نقل کردوں:

سوال:..... حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ حدیث ہے یا نہیں؟

جواب:..... حدیث نہیں۔

حاشیہ از مرتب:..... شیخ محمد درویش الحوتؒ (یہ علامہ شامیؒ کے شاگرد ہیں، م ۱۲۷۶ھ) ''اسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ'' ۔ (ص ۱۰۳ رقم الحدیث ۵۵۱)

ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

حَدِیْثُ ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ'' قَالَ الزَّرْکَشِیْ : لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ ،وَقَالَ سَیِّدْ مُعِیْنُ الدِّیْنِ الصَّفَوِیُّ : لَیْسَ بِثَابِتٍ وَقِیْلَ اِنَّهُ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ، وَقَالَ السَّخَاوِیُّ : لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ وَمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ ۔ (الموضوعات الکبری: ۱۱۰)

علامہ منوفیؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے:

''قَالَ الْمَنَوْفِیُّ : مَا ادَّعَاهُ مِنْ صِحَّةِ مَعْنَاهُ عَجِیْب''، (البسط فی الموضوعات: ۱۱۰)

مگر ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں: اس کا معنی صحیح ہے۔

ملا علی قاریؒ مزید فرماتے ہیں کہ: یہ بھی ممکن ہے کہ وطن سے مراد جنت ہو:

''ثُمَّ الاَظْهَرُ فِی مَعْنیٰ الْحَدِیْثِ اَنْ صَحَّ مَبْنَاهُ اَیْ یُحْمَلُ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِالْوَطَنِ

اَلْجَنَّةُ''۔ (حوالہ بالا)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''وَاَمَّا حَدِیْثُ ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ'' فَمَوْضُوْعٌ وَاِنْ کَانَ مَعْنَاهُ صَحِیْحاً لَاسِیَّمَا اِذَا حَمَلَ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِالْوَطَنِ اَلْجَنَّةُ فَاِنَّهَا الْمَسْکَنُ الْاَوَّلُ ''۔

(مرقاۃ:۵/۴)

حدیث: ''کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّكَ غَرِیْبٌ '' کے تحت صاحب کشف الخفاء تحریر فرماتے ہیں:

''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ :قَالَ الصَّغَانِی مَوْضُوْعٌ ''۔ (کشف الخفاء:۱/۳۴۵)

شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں:

''حَدِیْثُ'' حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ ''۔

(الدرر المنتثرة فی احادیث المشتهرة ۴/۹۷)

علامہ سخاویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ وَ مَعْنَاهُ صَحِیْحٌ ''۔ (مقاصد الحسنة:۱۸۳،رقم الحدیث ۳۸۶)

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:

اس جملہ کا حدیث مرفوع ہونا ثابت نہیں، ہر شخص کو اپنے وطن سے محبت ہوا ہی کرتی ہے، اس اعتبار سے اس کے معنی کو صحیح کہا ہے۔ (ماخوذ از مکتوب بنام مولانا ایوب صاحب)

حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ'' زبان زد ہے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک مقام پر حدیث کر کے لکھا ہے، لیکن یہ لفظ ثابت نہیں'' (ماخوذ از مکتوب)

www.peopleofsunnah.com

انتہی تحقیق حدیث ''حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ''۔

خلاصہ یہ کہ قومیت کے یہ چند بنیادی عوامل واسباب ہیں، ان عوامل کی بنیاد پر جو قوم بنتی ہے، وہ غیر فطری ہے۔ ان میں الفت ومحبت کے بجائے حسد وعداوت کارفرما نظر آتی ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو قومیت سے نفرت اور وحدت سے محبت کی دعوت دیتا ہے۔ جو آدمی اپنی قوم کے سوا دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا روادار نہیں ہوتا اسلام اس کے سراسر خلاف، حتی کہ نبی کریم ﷺ نے خدا کی مخلوق کو خدا کی عیال وکنبہ فرما کر قومیت کی بیخ کنی کی انتہا کردی۔ فرمایا:

''اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ''۔

مخلوق خدا کا کنبہ ہے، خدا کے نزدیک مخلوق میں کا بہترین وہ شخص ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرے۔

(مشکوۃ، باب الشفقة والرحمة علی الخلق۔ مظاہر حق: ۵۵۹/۴)

اسلام جو ایک آفاقی پیغام کا علم بردار ہے، وہ قومیت کی بنیاد صرف اسلام پر رکھتا ہے جو اس دعوت پر لبیک کہتا ہے وہ اس کی قومیت میں شامل ہو جاتا ہے اور جو اس سے انکار کرتا ہے وہ حقیقی بھائی یا بیٹے ہونے کے باوجود بھی ﴿لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ﴾ کا مصداق سمجھا جاتا ہے۔

دامن تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دین ہے تو مصطفوی ہے

مرغوب احمد

www.peopleofsunnah.com

عصبیت ایک مہلک مرض

اس امت کی تباہی و بربادی، ذلت و پستی کے اسباب میں ایک بڑا سبب اختلاف و تفرقہ ہے، اگر امت مسلمہ میں اخوت و بھائی چارگی کی صفت پیدا ہو جائے تو انشاء اللہ ہماری پستی بلندی سے، ذلت عزت سے بدل سکتی ہے۔

اختلافات کی وجوہِ کثیرہ میں اگر غور کیا جائے تو اس کا سر چشمہ قومیت ،لسانیت، عصبیت سمجھ میں آتا ہے، لہذا ضرورت ہے کہ اس مہلک مرض کے ازالہ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

ان اوراق میں اس مرض کی قباحت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں چند باتیں ناظرین کی خدمت میں پیش ہیں۔حق تعالی ان سطور کو راقم و ناظرین کے لئے نافع بنائیں آمین۔

﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾ ترجمہ وتفسیر

﴿یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ (الحجرات:۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت (یعنی آدم وحوا) سے پیدا کیا ہے، (پس اس میں سب برابر ہیں) اور (پھر جس بات میں فرق رکھا ہے کہ) تم کو مختلف قومیں اور (پھر ان قوموں میں) مختلف خاندان بنایا (سو محض اس لئے) تا کہ دوسرے کو شناخت کرسکو (جس میں بہت سی مصلحتیں ہیں، نہ اس لئے کہ ایک دوسرے پر تفاخر کرو کیوں کہ) اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ

پرہیز گار ہو (اور پرہیز گاری ایسی چیز ہے کہ اس کا حال کسی کو معلوم نہیں بل کہ اس کے حال کو محض) اللہ خوب جاننے والا (اور وہی اس سے) پورا خبر دار ہے (پس اس پر بھی شیخی مت کرو تم کما قال تعالیٰ: ﴿فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ﴾ بیان القرآن

قرآن کریم کی اس آیت نے کیسے حکیمانہ انداز میں اس مرض کا علاج کیا کہ نسب اور خاندان کی بناء پر فخر وغرور درحقیقت کوئی تفاخر کی چیز نہیں، کیوں کہ تم سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو، کسی کو کسی پر نسبی برتری حاصل نہیں۔ نسبی اور قومی تفاخر بے بنیاد ہے اور باہمی منافرت وعداوت کا پیش خیمہ ہے، اصل مدار شرافت تو تقوی ہے۔

آیت کا شان نزول

اس آیت کا شان نزول بھی یہ بتلا رہا ہے کہ قومیت ونسبیت کوئی بزرگی اور بڑائی کا ذریعہ نہیں، بل کہ ایمان اور تقوی باعث شرافت ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت بلال حبشیؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی، تو قریش مکہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان میں سے عباد بن اسید نے اذان سن کر کہا اللہ کا شکر ہے کہ میرے والد پہلے ہی وفات پا گئے ان کو یہ روز بد دیکھنا نہیں پڑا۔ حارث بن ہشام نے کہا محمد ﷺ کو اس کالے کوے (معاذ اللہ) کے سوا کوئی اور آدمی نہیں ملا جو مسجد حرام میں اذان دے۔ سہیل بن عمر نے کہا اگر خدا چاہے گا تو یہ حالت بدل دے گا۔ ابوسفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا کیوں کہ مجھے خطرہ ہے کہ میں کچھ کہوں گا تو آسمان کا مالک ان کو خبر دے دے گا، چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ کو ان تمام گفتگو کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ

نے ان لوگوں کو بلا کر اس کی باز پرس کی۔ انہوں نے اقرار کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ،جس نے بتلایا کہ فخر وعزت کی چیز درحقیقت ایمان وتقوی ہے جس سے تم لوگ خالی اور حضرت بلالؓ آراستہ ہیں، اس لئے وہ تم سے افضل ہیں۔

الغرض عزت کا مدار اللہ تعالی کے نزدیک صرف تقوی اور اتباع شریعت وسنت پر ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا ارشاد خداوندی سے صاف ظاہر ہے۔ عارف جامیؒ کا یہ شعر اس مضمون کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے۔

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

البتہ انساب وقبائل کی تقسیم میں متعدد مصلحتیں اور حکمتیں پنہاں ہیں، من جملہ ان میں خاندان کے تفاوت سے ایک نام کے متعدد افراد میں امتیاز وفرق، اعزہ واقارب کی صلہ رحمی کے حقوق ادا کرنا، تقسیم میراث میں حقدار کو حق ملنا وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ قبائل کی تفریق تفاخر کے لئے نہیں بل کہ تعارف کے لئے ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے صحیح لکھا: خلاصہ یہ ہے کہ نسبی تفاوت کو تعارف کے لئے استعمال کرو تفاخر کے لئے نہیں۔

(معارف القرآن: ۸/۱۲۵)

www.peopleofsunnah.com

احادیث مبارکہ

لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّۃٍ))۔

(ابوداؤد:۳۴۲/۲،باب العصبیۃ ،کتاب الادب)

عصبیت کی مذمت

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے اہل ملت یا ہمارے اہل طریقہ میں سے نہیں ہے) جو لوگوں کو عصبیت کی دعوت دے (یعنی لوگوں کو کسی ناحق معاملہ میں حمایت کرنے پر آمادہ کرے) نہ وہ شخص ہم میں سے ہے جو عصبیت کے سبب جنگ کرے، اسی طرح وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مرجائے۔ (ترجمہ از مظاہر حق:۵۰۵/۴)

جاہلیت کے دعوی پر ''لَیْسَ مِنَّا'' کی وعید

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ :قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوٰی الْجَاھِلِیَّۃِ)) متفق علیہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہمارے راستے پر چلنے والوں میں سے نہیں جو رخساروں کو پیٹے، گریبان چاک کرے اور ایام جاہلیت کی طرح آواز بلند کرے۔

یعنی رونے کے وقت زبان سے ایسے الفاظ اور ایسی آواز نکالے جو شرعاً ممنوع ہے،

www.peoplesofsunnah.com

جیسے واویلا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

یہاں رخساروں کو پیٹنے اور گریبان چاک کرنے والے کے لئے جو وعید بیان فرمائی جارہی ہے، یہی وعید اس شخص کے لئے بھی ہے جو سر سے پگڑی وٹوپی اتار پھینکے یا سر اور ڈاڑھی کے بال نوچنے لگے، کیوں کہ اس چیزوں کا ایک ہی حکم ہے۔ (مظاہر حق: ۱۴۶/۲)

''لَیْسَ مِنَّا'' کا مطلب

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ:

''لَیْسَ مِنَّا کے معنی ہیں: ''ہم میں سے نہیں ہے'' یعنی ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے طرزِ تکلم وخطاب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''لَیْسَ مِنَّا'' وعید کا ایسا جملہ تھا جو ان موقعوں پر آپ ﷺ استعمال فرماتے جہاں صریح وقطعی کفر کی جگہ سے کوئی بہت ہی قریب اور اسلامی زندگی سے بہت ہی بعید حالت کا بتلانا مقصود ہوتا تھا۔ عام معاصی وفسوق سے یہ حالت زیادہ سخت مگر کفرِ قطعی سے کم ہوتی تھی۔

جن جن احادیث میں یہ لفظ آیا ہے ان سب پر غور کیا جائے اور ایمان وفکر کے عملی مراتب کی حقیقت بھی پیش نظر ہو جو اوپر گذر چکی تو یہ بات واضح ہو جائے گی، پس کچھ ضروری نہیں ہے کہ ''لَیْسَ مِنَّا'' کے یہ معنی کئے جائیں کہ ''لَیْسَ عَلٰی هَدْیِنَا'' یا ظاہر منطوق کو چھوڑ کر اور کوئی تاویل کی جائے یا نفی کو کمال نفی پر محمول کیا جائے۔

صاحب شریعت نے جن کاموں کے لئے جو احکام دیئے ہیں اور جو الفاظ استعمال کئے ہیں، حق نہیں ہے کہ تاویل، توجیہ کر کے ان کے لغوی مفہوم کا اصلی زور واثر گھٹانے کی کوشش کریں۔ ایسی کوششیں جن لوگوں نے کیں، انہوں نے مسلمانوں کو اسلام کی عملی زندگی سے محروم کر دیا ائمۂ سلف نے ہمیشہ ایسی تاویلوں سے انکار کیا اور ان تمام راہوں

سے بچتے رہے جو رائے اور تعمق کی بدعتوں تک لے جانے والی تھیں۔

اسی حدیث کی نسبت امام نوویؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ لکھتے ہیں:

''وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يَكْرَهُ قَوْلَ مَنْ يُفَسِّرُهُ بِلَيْسَ عَلٰى هَدْيِنَا وَيَقُوْلُ بِئْسَ هٰذَا الْقَوْلُ يَعْنِي بَلْ يُمْسِكُ عَنْ تَاوِيْلِهٖ''۔

(شرح مسلم:۲۹، مطبوعہ احمدی۔ فتح الباری:۱۲/۱۳)

یعنی سفیان بن عیینہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ ''لَيْسَ مِنَّا'' کی تفسیریوں کی جائے کہ ''لَيْسَ عَلٰى هَدْيِنَا'' اور اس تفسیر کی نسبت کہا کرتے تھے کہ کیا ہی برا قول ہے۔ مقصود ان کا یہ تھا کہ ان نصوص کی تاویل نہ کرنی چاہئے۔

اسی طرح شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے میزان میں امام سفیان ثوریؒ کا قول نقل کیا ہے:

''وَمِنَ الْاَرَبِ اِجْرَاءُ الْاَحَادِيْثِ الَّتِي خَرَجَتْ مَخْرَجَ الزَّجْرِ وَالتَّنْفِيْرُ عَلٰى ظَاهِرِهَا مِنْ غَيْرِ تَاوِيْلٍ فَاِنَّهَا اِذَا اُوِّلَتْ مِنْ مُرَادِ الشَّارِعِ كَحَدِيْثِ: ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) وَ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعٰى بِدَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ)) فَاِنَّ الْعَالِمَ اِذَا اَوَّلَهَا بِاَنَّ الْمُرَادَ لَيْسَ مِنَّا فِي تِلْكَ الْخَصْلَةِ فَقَطْ اَيْ وَهُوَ مِنَّا فِي غَيْرِهَا هَانَ عَلَى الْفَاسِقِ الْوُقُوْعُ فِيْهَا وَقَالَ مِثْلَ الْمُخَالَفَةِ فِي خَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ اَمْرٌ سَهْلٌ''۔

'لَيْسَ' مِنَّا کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمانوں میں سے نہیں۔

(معارف مدنی:۴۹۵)

عصبیت (یا قوم پرستی) کس کو کہتے ہیں

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْعَصَبِيَّةُ؟ قَالَ: اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ

(ابوداؤد:۲/۳۴۲، باب العصبية، كتاب الادب)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع ؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! عصبیت (یعنی جاہلیت) کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عصبیت یہ ہے کہ تم ظلم پر اپنی قوم و جماعت کی حمایت کرو۔

تشریح: ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا ''اَمِنَ الْعَصَبِیَّةِ اَنْ یُحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ'' یعنی کیا عصبیت اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی قوم کو عزیز رکھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لَا وَلٰکِنْ مِنَ الْعَصَبِیَّةِ اَنْ یُعِیْنَ الرَّجُلُ قَوْمَهٗ عَلَی الظُّلْمِ'' یعنی نہیں عصبیت اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص ظلم کے معاملہ میں اپنی قوم کی حمایت مدد کرے۔ (احمد، ابن ماجہ، باب العصبیة۔ مشکوۃ: ۴۱۸، کتاب الفتن)

اس روایت نے بہت صاف انداز میں عصبیت کے مفہوم کو واضح کر دیا کہ اپنی قوم اور جماعت کی ایسی بیجا حمایت جس میں دوسروں پر ظلم و تعدی ہو اور اپنی برادری کی ایسی معاونت جس میں سراسر زیادتی ہو، شریعت مطہرہ کی نظر میں ایسی حمایت و نصرت قابل مواخذہ اور مذموم ترین معصیت ہے، جیسا کہ اگلی روایت میں آرہا ہے۔

حدیث پاک کے الفاظ: 'اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَکَ عَلَی الظُّلْمِ' سے پتہ چلتا ہے کہ حق کے معاملہ میں اپنی قوم و جماعت کی حمایت و رعایت کی جائے تو یہ مطلوب و پسندیدہ ہے، جیسا کہ ایک اور حدیث میں حضرت سراقہ ابن مالک ؓ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''خَیْرُکُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِیْرَتِهٖ مَا لَمْ یَأْثَمْ'' یعنی تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنی جماعت کا دفعیہ کرے جب تک کہ اس دفعیہ کی وجہ سے ظلم کے گناہ کا خود مرتکب نہ ہو۔ (ابوداؤد: ۳۴۲، مشکوۃ: ۴۱۸)

www.neonlasfsunnah.com

اپنی قوم کی بے جا حمایت کرنے والے کی مذمت

عَنْ ابنِ مَسْعُودٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَهُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِی رَدٰی فَهُوَ یُنْزِعُ بِذَنْبِهٖ۔

(ابوداؤد:۳۴۲،باب العصبیة ،کتاب الادب ،مشکوۃ:۴۱۸،باب المفاخرة و العصبیة)

حضرت ابن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی قوم کی ناحق حمایت کرے، وہ اس اونٹ کے مانند ہے جو کنویں میں گر پڑے اور پھر اس کی دم پکڑ کر اسے کھینچا جائے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح اونٹ کنویں میں گر کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس میں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں پاتا، ایسے ہی اپنی قوم کی بیجا حمایت کرنے والا گناہ کے کنویں میں گر کر روحانی طور پر تباہ ہو جاتا ہے۔

اظہار فخر کی ممانعت

عَنْ عِیَاض بن حِمَار المجاشِعِیؓ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَبْغِی اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ))۔

(مسلم،مشکوۃ:۴۱۷۔باب العصبیة و المفاخرة)

حضرت عیاض ابن حمار مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے حکم دیا ہے کہ عاجزی اور فروتنی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی شخص کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی شخص کسی پر ظلم کرے۔

www.peoplesofsunnah.com

اپنے نسب پر گھمنڈ نہ کرو

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنْسَابُكُمْ هٰذِهٖ لَيْسَتْ بِمَسَبَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ كُلُّكُمْ بَنُوْا اٰدَمَ طَفَّ الصَّاعِ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلَوْهُ لَيْسَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِيْنٍ وَتَقْوٰى كَفٰى بِالرَّجُلِ اَنْ يَكُوْنَ بَذِيًّا فَاحِشاً بَخِيْلاً))۔

(رواه احمد والبيهقي في شعب الايمان، مشكوة: ۴۱۸، باب العصبية والمفاخرة)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نسب کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے سبب تم کسی کو برا کہو اور عار دلاؤ، تم سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو جس طرح ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے جس کو تم نے بھرا نہ ہو کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں علاوہ دین اور تقوی کے آدمی کی برائی کے لئے پس اتنا کافی ہے کہ وہ زبان دراز، فحش گوئی اور بخل کرنے والا ہو۔

تشریح: ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح ایک صاع اپنے ہی جیسے صاع کے برابر ہوتا ہے یا ان دونوں میں جو چیزیں بھری ہوتی ہیں وہ یکساں اور مقدار و وزن میں برابر ہیں کہ ان کو ایک دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں، اسی طرح انسان ایک باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی حیثیت میں برابری کا درجہ رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر محض باعتبار نسب کے کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں۔

عصبیت پر دخول جہنم وعذاب کی وعید

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِتَّةٌ يَدْخُلُوْنَ النَّارَ بِغَيْرِ حِسَابٍ: اَلْاُمَرَاءُ بِالْجَوْرِ وَالْعَرَبُ بِالْعَصَبِيَّةِ وَالدَّهَاقِيْنُ بِالْكِبْرِ وَالتُّجَّارُ بِالْكِذْبِ وَالْعُلَمَاءُ

بِالْحَسَدِ وَالاَغْنِیَاءُ بِالْبُخْلِ))، (کنز العمال ،رقم الحدیث ۴۴۰۳۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا: چھ قسم کے لوگ بغیر حساب کے جہنم میں داخل ہوں گے: امراء ظلم کی وجہ سے اور عرب عصبیت کی بنا پر اور دہاقین (چودھری) تکبر کے باعث اور تجار جھوٹ کے سبب اور علماء حسد کر کے اور مالدار بخل کی وجہ سے۔

ایک روایت کے الفاظ ہے:

سِتَّةٌ یُعَذِّبُهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ : اَلاُمَرَاءُ بِالْجُوْرِ وَالْعُلَمَاءُ بِالْحَسَدِ وَالْعَرَبُ بِالْعَصَبِیَّةِ وَاَهْلُ الْاَسْوَاقِ بِالْخِیَانَةِ وَالدَّهَاقِیْنَ بِالْکِبْرِ وَاَهْلُ الرَّسَاتِیْقِ بِالْجَهْلِ۔

چھ قسم کے لوگوں کو اللہ تعالی قیامت کے دن ان کے گناہ کے سبب عذاب دے گا: مراء کو ظلم اور علماء کو حسد اور عرب کو عصبیت اور بازار والوں (یعنی تجار) کو خیانت اور دہاقین کو تکبر اور اہل دیہات کو جہل کی وجہ سے۔ (کنز ،رقم الحدیث ۴۴۰۳۱)

امام غزالیؒ نے بھی اس حدیث کو معمولی الفاظ کے فرق سے نقل کیا ہے۔

(منهاج العابدین: ۱۲۰۔احیاء العلوم: ۱۶۸/۲، کتاب ذم الغضب والحسد)

نسبی فخر کے متعلق حضرت ابوذرؓ کا عجیب عمل

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ: مجھ میں اور ایک شخص میں آنحضرت ﷺ کے سامنے تکرار ہوگئی میں اس کو کہہ بیٹھا ''یَا ابْنَ السَّوْدَاءَ'' او کالی عورت کے بچے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر!

''طَفَّ الصَّاعُ طَفَّ الصَّاعُ لَیْسَ لِاَبْنِ الْبَیْضَاءَ عَلَی ابْنِ السَّوْدَاءَ فَضْلٌ''

یعنی دونوں پلے برابر ہیں گوری عورت کے بچے کو کالی عورت کے بچے پر کوئی فضیلت نہیں۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا تو میرے رخسار کو پامال کر۔

امام غزالیؒ اس واقعہ کو نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو کس طرح آگاہ فرمایا جب معلوم کیا کہ یہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں اس نظر سے کہ گوری عورت سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ ان کی خطا اور نادانی ہے۔

اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ انہوں نے کیسی توبہ کی اور اپنے نفس سے کبر کی جڑ کس طرح اکھاڑی کہ جس پر تکبر کیا تھا اسی سے کہا کہ اپنا تلوا میرے رخسار پر مل، کیوں کہ انہوں نے جان لیا کہ عزت کی جڑ بدون ذلت کے نہیں جاتی۔

(مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین: ۳/۵۳۴)

حضرت ابوذرؓ کا یہ عمل ہمارے لئے قابل تقلید ہے کہ اپنی خطا پر کیسی توبہ کی۔ آج ہم قومی محبت میں ایک دوسرے پر کیسے کیسے نامناسب کلمات والفاظ بک دیتے ہیں اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا اور اس پر ہمیں کوئی افسوس وندامت بھی نہیں ہوتی۔

میری امت میں جاہلیت کی چار باتیں

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَرْبَعٌ مِنْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُھُنَّ: اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ، وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ، وَالنِّیَاحَۃُ " رواہ مسلم۔ (مشکوۃ ص، باب)

حضرت ابو مالک اشعریؓ راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی چار باتیں ایسی ہیں جنہیں میری امت کے (کچھ) لوگ نہیں چھوڑیں گے: ایک حسب

پر فخر کرنا، دوسرا نسب پر طعن کرنا تیسرے ستاروں کے ذریعہ پانی مانگنا، چوتھا نوحہ کرنا۔

تشریح: ''حسب'' ان خصلتوں کو کہتے ہیں جو اگر کسی انسان میں موجود ہوں تو وہ ان کی موجودگی کی وجہ سے اپنے کو بہتر و اچھا سمجھتا ہے، جیسے بہادری اور فصاحت وغیرہ۔

''نسب پر طعن کرنے'' کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے نسب میں اس طرح عیب جوئی کی جائے کہ فلاں شخص کا باپ برا تھا اور فلاں شخص کا دادا کمتر تھا۔

چونکہ حسب پر فخر کرنے اور نسب پر طعن کرنے کی وجہ سے اپنی تعظیم و بڑائی اور دوسرے لوگوں کی حقارت لازم آتی ہے اس لئے دونوں چیزیں ہی مذموم ہیں۔

''ستاروں کے ذریعہ پانی مانگنے'' سے مراد یہ ہے کہ ستاروں کی تاثیر پر بارش کی امید رکھنا یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ اگر فلاں ستارہ فلاں منزل میں داخل ہو جائے گا تو بارش ہوگی

اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں ستارے کے فلاں منزل میں اخل ہونے کی وجہ سے بارش ہوگی، حرام ہے، بل کہ جب بارش ہو تو یہ کہنا واجب ہے کہ اللہ تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں بارش سے سیراب کیا ہے۔

''نوحہ کرنے'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مر جائے تو اس پر واویلا کیا جائے اور میت کی اچھی خصلتیں رو رو کر اس طرح بیان کی جائیں کہ'' ہائے وہ کتنا بہادر تھا، ہائے وہ ایسا تھا اور ہائے وہ ایسا تھا''۔ (مظاہر حق: ۱۴۶/۲)

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم اپنی معرکۃ الآراء تصنیف ''رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَاسِعَةُ'' میں فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ نے فراست نبوت سے یہ بات سمجھ لی کہ لوگ مذکورہ باتوں سے کنارہ کش

نہیں ہوں گے، کیوں کہ وہ باتیں بشری طبیعت کی حد اعتدال سے نکل جانے کا لازمی نتیجہ ہیں۔ اور یہ ایسا ہی تقاضا ہے جیسا شدت شہوت کا تقاضا' جس سے شہوت پرست جدا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح بعض لوگ ڈینگ ہانکنے اور لاف زنی کے خوگر ہوتے ہیں، جس سے پہلی دو برائیاں جنم لیتی ہیں۔ ڈینگیا اپنی خاندانی خوبیوں پر اتراتا ہے اور دوسرے کی خوبیاں اس کو ایک آنکھ نہیں بھاتیں اور وہ اس کے حسب نسب میں کیڑے نکالتا ہے۔

فائدہ: حدیث کا منشا یہ ہے کہ ان چار برائیوں کا ازالہ چونکہ مشکل ہی سے ہوتا ہے اس لئے لوگ ان سے پیچھا چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کریں جیسے کپڑے پر کوئی ایسی چیز لگ جائے جس کا ازالہ دشوار ہو تو لوگ مختلف تدبیروں سے داغ چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ لوگ اپنی خاندانی خوبیوں پر شیخی نہ بگھاریں، بل کہ خدا کا شکر بجالائیں اور دوسروں کی خوبیوں کے سلسلہ میں لوگ عالی ظرفی اور سیر چشمی کا مظاہرہ کریں۔ (رحمة الله الواسعة: ۶۹۰/۳)

تفاخر بالانساب پر وعید

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِهِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ اَوْ لَیَکُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَهْدِهُ الْخِرَاءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِیٌّ اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ ۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ: ۴۱۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

(لوگ اپنے) باپ دادا پر فخر کرنا چھوڑ دیں جو مر چکے ہیں اور جن کی حقیقت اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ وہ دوزخ کا کوئلہ بن گئے ہیں ورنہ (اگر فخر کرنے سے باز نہ آئے تو) وہ خدا کے نزدیک گوہ (غلاظت) کے ایک کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل وخوار ہوں گے جو غلاظت کو اپنی ناک سے ہٹاتا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جاہلیت کی نخوت کو اور باپ دادا پر فخر کرنے کی عادت کو دور کر دیا ہے (یاد رکھو) آدمی (اب) یا مؤمن متقی ہے یا فاجر و بدکار، تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے ہوئی۔

تشریح: حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

تکبر بالعموم پانچ خوبیوں میں ہوتا ہے..... (ان میں ایک) نسب کی شرافت پر کہ ہم قریش ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ نومسلم تھے اور ان کے باپ دادا کافر پس بیٹا جب تکبر کے سبب بزرگی سے خود محروم ہے تو باپ پر فخر کرنا ایسا ہے جیسے افیونی ڈینگ مارے کہ میرا باپ رستم پہلوان تھا اور خود منہ سے مکھی بھی نہ اڑا سکے اور اگر باپ دادا کفر پر مرے ہیں اور ان کا نطفہ ہونے پر فخر کرتا ہے تو ایسا ہے جیسے کہ گوہ کا کیڑا کہ نجاست کو ناک سے دھکیلتا ہے اور اپنے آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا ہے۔ (جمع الفوائد مترجم: ۹۴)

حاصل یہ ہے کہ اپنے باپ دادا کے متعلق فخر و غرور کو آنحضرت ﷺ نے غلاظت کے کیڑے سے تشبیہ دی ہے۔

اور فرمایا آدمی دو قسم پر ہیں: مؤمن و متقی، یعنی ایمان و تقویٰ اور اعمال صالحہ کی دولت سے مالا مال ہے تو وہ خود قابل تکریم اس کو کیا ضرورت اپنے آباء پر فخر کرے۔ دوسری قسم فاجر و بدکار، یعنی اگر فاجر ہے تو وہ خدا کے نزدیک ذلیل وخوار ہے اس صورت میں اس کو

کیا حق ہے کہ تکبر و گھمنڈ کرے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے محض حسب و نسب پر فخر کرنے والے کی عجیب مثال دی ہے، تحریر فرماتے ہیں:

وہ شخص جو کوئی ذاتی کمال نہیں رکھتا اور محض شرافت نسب پر فخر کرتا ہے اس کی مثال ٹھیک ایسی ہے جیسے کسی مردہ کے حلق میں خمیرہ مروارید ڈال دے یا کسی سڑے ہوئے مردار کی گردن میں گراں قدر جواہرات کا ہار لٹکا دے تو اس سے نہ مردہ میں کوئی قوت پیدا ہوگی اور نہ مردار میں کوئی زینت۔ (اسلام اور نسبی امتیازات: ۳۴، جواہر الفقہ: ۱۰۲/۲)

حدیث کے آخر میں فرمایا: ''اَلنَّاسُ کُلُّھُمْ بَنُوْ آدَمَ'' کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، کما قیل ؎

اَلنَّاسُ مِنْ جِھَۃِ التِّمْثَالِ اَکِفَّاءُ اَبُوْ ھُمْ آدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

شکل وصورت کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں۔ سب انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔

''وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ'' اور حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت مٹی سے ہوئی اور مٹی چونکہ ایک بے حیثیت اور کم درجہ کی چیز ہے لہذا مٹی سے بنائے گئے انسان کے لئے یہ غیر مناسب بات ہے کہ اپنی بڑائی اور عظمت کا دعوی کرتا پھرے۔ شیخ سعدیؒ نے خوب کہا ؎

زخاک آفریدت خداوند پاک پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک

اللہ تعالی نے تجھے خاک سے پیدا فرمایا ہے تو اے بندے خاک کی طرح عاجزی کر

(بوستاں: ۱۳۶، باب چہارم در تواضع)

www.peopleofsunnah.com

آبائی فخر پر جہنم کی وعید

ایک روایت میں ہے کہ دو شخصوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے باہم فخر کیا ایک نے دوسرے کو کہا میں فلاں شخص فلانے کا بیٹا ہوں بتلا تو کون ہے؟ پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو شخصوں نے اسی طرح فخر کیا تھا ایک نے دوسرے سے کہا میں فلانے کا بیٹا اور فلانے کا پوتا اور فلانے کا پڑپوتا ہوں اسی طرح نو پیڑھی تک گن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص فخر کرتا ہے اس سے کہدو کہ وہ نو کے نو دوزخ میں ہیں اور تو دسواں۔ (مذاق العارفین: ۵۳۴/۳)

فخر بالانساب شیطان کا مکر ہے

علامہ ابن جوزیؒ فخر بالانساب کو شیطان کے مکر میں سے شمار کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

عوام کے لئے یہ بھی شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ کسی کا کوئی نسب ہوتا ہے تو اپنے نسب پر مغرور ہو جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے میں ابو بکرؓ کی اولاد ہوں۔ دوسرا کہتا ہے میں اولاد علیؓ ہوں۔ تیسرا کہتا ہے میرا نسب فلاں زاہد سے ملتا ہے۔ یہ لوگ اپنے اس معاملہ کی بنیاد دو باتوں پر رکھتے ہیں، ایک تو یہ کہ جو شخص کسی آدمی سے محبت رکھے گا اس کی اولاد اور اس کے گھر والوں کو بھی چاہے گا، دوسرے یہ کہ بزرگوں کے لئے شفاعت ہے اور ان کی شفاعت کی زیادہ حق دار ان کی اولاد ہے، حالاں کہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ رہی محبت سو اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی نہیں جیسی آدمیوں کی محبت ہے، وہ تو اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اہل کتاب بھی تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں

ان کو اپنے باپ دادا سے کچھ نفع نہیں۔ اور اگر باپ کی محبت اثر کرتی تو بغض بھی ضرور اثر کرتا ہے باقی رہی شفاعت تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى﴾ یعنی شفاعت اسی کی کریں گے جن کے لئے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ نوح علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کو کشتی میں بٹھانا چاہا تو ارشاد ہوا ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ﴾ یعنی اے نوح! یہ تمہارا لڑکا تمہاری اہل میں سے نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں اور ہمارے نبی ﷺ کی شفاعت اپنی ماں کے حق میں مقبول نہیں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا: خدا کے یہاں میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے باپ کی نجات سے اس کی بھی نجات ہو جائے گی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی یوں سمجھ بیٹھے کہ اس کے باپ کے کھانے سے اس کا بھی پیٹ بھر جائے گا۔ (ابلیس اردو: ۴۵۱، باب ۱۲)

خراسانی سید اور حبشی بزرگ کا سبق آموز واقعہ

مفتی بغداد صاحب روح المعانی علامہ سید محمود آلوسیؒ ایک خراسانی بزرگ کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ایک سید زادہ شریف النسب تھے، لیکن جدی اخلاق اور اعمال کے متاع گراں مایہ کو لہو ولعب کی نظر کر چکے تھے اور طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا تھے اور اس جگہ ایک حبشی عالم متقی تشریف فرما تھے، جو نسب کے اعتبار سے بھی آزاد کردہ غلام ہونے کی حیثیت رکھتے تھے، لوگ ان کی انتہائی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ایک روز اتفاقاً یہ بزرگ مسجد کی طرف جا رہے تھے خلق اللہ کی ایک بہت بڑی جماعت پیچھے تھی، یہ سید زادہ اچانک سامنے آ گئے، نشہ پیئے ہوئے تھے، لوگوں نے ان کو بزرگ صاحب کے راستہ سے ہٹانا

چاہا، مگر یہ نہ ہٹے اور مجمع کو چیر پھاڑ کر شیخ کے پاس پہنچے اور ان کا دامن پکڑ لیا اور نہایت سخت اور متکبرانہ لہجہ میں خطاب کیا:

''اے سیاہ ہونٹ اور سیاہ سموں (پیروں) والے کافر بن کافر! میں رسول اللہ ﷺ کا بیٹا ہوں مجھے ذلیل کیا جاتا ہے اور تیری عزت کی جاتی ہے، مجھے دھکے دیئے جاتے ہیں اور تیری ہر قسم کی مدد کی جاتی ہے''۔

لوگوں نے یہ کلمات سنے تو ان کو مارنے کے لئے دوڑے، شیخ نے بمشکل بچایا اور کہا کہ میں ان کی یہ سب باتیں ان کے جد امجد ﷺ کی خاطر برداشت کرتا اور معاف کرتا ہوں۔ (یہاں ایک بات بطور جملہ معترضہ کے نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ شیخ کا یہ عمل بھی اتباع نبوی میں تھا کہ حدیث میں فرمایا رسول اللہ ﷺ: نے میرے اہل بیت اور انصار کے نیک بختوں سے نیک کام قبول کرو اور ان میں جو گناہ گار ہیں ان سے درگذر کرو ''سفینة النجات فی ذکر مناقب السادات'' مؤلفہ حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ) اور اس کے بعد ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ:

میں نے اپنے باطن کو سفید کر لیا اور تم نے اپنے باطن کو سیاہ کر ڈالا اس لئے میرے دل کی سفیدی میرے سیاہ چہرے پر دیکھی گئی اور لوگوں کو بھلی معلوم ہوئی اور تمہارے دل کی سیاہی سفید چہرہ پر دیکھی گئی جو لوگوں کی نفرت کا سبب بنی میں نے تمہارے والد کی صفت اختیار کر لی اور تم نے میرے والد کی تو لوگوں نے مجھے تمہارے والد کی صفت و حالت میں یکھا اور تمہیں میرے والد کی صفت میں اس لئے انہوں نے مجھے تمہارے والد کا بیٹا سمجھا اور تم کو میرے والد کا اور تمہارے ساتھ وہ معاملہ کیا جو میرے باپ کے ساتھ کرنا چاہئے اور میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو تمہارے والد کے ساتھ کرنا تھا (اسلام اور نسبی امتیازات: ۳۹)

خلاصہ یہ کہ اس وقت شدید ضرورت ہے کہ ہم قومی، نسلی، لسانی تعصّبات سے اور علاقائی و خاندانی تنگ نائیوں سے ہٹ کر اسلامی اخوت کا بیان اور محبت کی زبان کا عملی نمونہ بنیں اور بنانے کی حتی الوسع کوشش و محنت کریں۔

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ سے اعتراض اور اس کا جواب

سطور بالا سے عصبیت کی قباحت و مذمت نیز اپنے آباء و اجداد پر افتخار کی حرمت ظاہر ہوگئی اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں تو آپ ﷺ سے تفاخر بالا جداد ثابت ہے۔ غزوۂ حنین میں جب آنحضرت ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ ﷺ جس خچر پر سوار تھے اس سے اتر پڑے اور فرمانے لگے:

''اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ''

کہ میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا سپوت ہوں۔

(مشکوۃ: ۴۱۷، باب المفاخرۃ و العصبیۃ)

علماء نے اس اعتراض کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ صاحب مظاہر حق کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ''اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ'' دین کی طاقت اور شان و شوکت بڑھانے اور کفار کے مقابلہ میں اپنا رعب ظاہر کرنے کے لئے تھا اور اس طرح کا فخر جائز ہے۔ (مظاہر حق: ۵۵۰/۴)

علامی بغویؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ جو افتخار ممنوع ہے وہ جہاد کے علاوہ ہے اور آپ ﷺ نے جہاد کے موقع پر اس کی رخصت دی ہے۔ حضرت علیؓ سے بھی خیبر کے دن یہ

رجز ثابت ہے ''اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ''۔

(شرح السنة : ۶/ ۵۰۸، کتاب البر والصلة ،باب الافتخار بالنسب)

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے خوب لکھا:

''ہاں شرافت نسبی وغیرہ وہبی نعمتوں پر فخر اگر براہ تکبر نہ ہو بل کہ تحدیث نعمتِ رب اور شکر منعم کے لئے ہو یا جہاد میں کفار کے مقابلہ پر ہو تو مستحسن ہے کہ ''اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ'' کا رجز آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے اور یہ ایسا ہے جیسا قتل نفس کہ ظلم ہے، مگر جہاد میں مامور۔

اسی طرح تقوی و دیگر کسبی نعمتوں پر تکبر حرام ہے، مگر خوش ہونا کہ اللہ نے توفیق خیر بخشی اور فاجر و محروم نہ بنایا اور ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾ پر ایمان لانا ہے اور فرق یہ ہے کہ تکبر ہے یا فرح بالنعمۃ ہے، اثرات سے معلوم ہوگا کہ تکبر میں تحقیر خلق اور اترانا ہوگا اور فرح میں خشوع و مسکنت اور بقا کی دعا و زاری''۔ (جمع الفوائد مترجم: ۹۵)

مفاخرہ دو قسموں پر ہیں: مذمومہ اور محمودہ

ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ: مفاخرہ دو قسموں پر ہیں ایک مذمومہ دوسرا، محمودہ۔ باپ دادا پر فخر کرنا ریاء کے طور پر ہو تو مذموم ہے اور شکر نعمت کے لئے ہو تو محمود۔

(مرقاۃ: ۹/ ۱۸۰)

عصبیت پر مرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے

فقہاءؒ نے عصبیت پر لڑائی میں مرنے والی کی نماز جنازہ تک پڑھنے سے منع فرمایا۔

''وَلَا یُصَلِّیْ عَلٰی بَاغٍ وَقَاطِعِ طَرِیْقٍ قُتِلَ فِیْ حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ وَقَاتَلَ بِالْخَنَقِ غَیْلَةً وَمَکَابَرَ فِی الْمِصْرِ لَیْلاً بِالسِّلَاحِ وَمَقْتُوْلُ عَصَبِیَّةٍ''۔ (نور الایضاح مع طحطاوی: ۶۰۲)

اور نماز نہیں پڑھی جائے گی باغی پر اور ڈاکو پر جو مقابلہ کی حالت میں قتل کر دیا گیا ہو اس پر اور خفیہ طور گلہ گھونٹ کر لوگوں کو قتل کرنے والے پر، یا رات کو ہتھیار لے جا کر شہروں میں ڈاکہ ڈالنے والے پر، یا عصبیت میں جنگ کرتا ہوا مارا گیا ہو اس پر۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحبؒ سے سوال کیا گیا کہ عصبیۃً قتل کئے جانے سے کیا مراد ہے؟ تو جواب میں تحریر فرمایا کہ:

ج:..... جو شخص اپنے کسی عصبہ کی غلط حمایت کرتا ہوا مر جائے وہ مراد ہے۔ وَفِیْ نِھَایَۃِ ابْنِ الْاَثِیْرِ: اَلْعَصَبِیَّۃُ وَالتَّعَصُّبُ الْمُحَامَاۃُ وَالْمُدَافَعَۃُ، وَالْعَصَبِیُّ مَنْ یُّعِیْنُ قَوْمَہٗ عَلَی الظُّلْمِ وَالَّذِیْ یَغْضِبُ لِعَصَبَۃٍ وَمِنْہُ الْحَدِیْثُ (لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّۃٍ اَوْ قَاتَلَ عَصَبِیَّۃٍ) قَالَ فِیْ شَرْحِ دُرِّالْمُخْتَارِ: وَفِی النَّوَازِلِ: وَجَعَلَ مَشَایِخُنَا الْمَقْتُوْلِیْنَ فِیْ الْعَصَبِیَّۃِ فِیْ حُکْمِ اَھْلِ الْبَغْیِ عَلٰی ھٰذَا التَّفْصِیْلِ۔ (ردالمحتار: ۱/۵۸۴۔ فتاوی محمودیہ: ۱۶/۴۵۷)

خدا کرے یہ چند اوراق مفید ثابت ہوں اور عصبیت و قومیت کے ازالہ کے سبب اور اتحاد و یکتائی، اخوت و بھائی چارگی کا ذریعہ بنیں آمین۔ اقبال مرحوم کے کلام پر اس مختصر رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

www.peopleofsunnah.com

تتمہ

عصبیت کے متعلق یہ صفحات لکھے ہی تھے کہ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تصنیف لطیف ''اشرف الجواب'' میں مضمون ''نسب نامے نہ تو محض بیکار ہیں اور نہ ہی مدار فخر ہیں'' نظر سے گذرا۔ یہ مفید مضمون بطور تتمہ کے شریک کر رہا ہوں کہ حضرتؒ کے ارشادات ہمارے لئے دین و دنیا میں فلاح کا سبب ہوں۔

نسب نامے نہ تو محض بیکار ہیں اور نہ ہی مدار فخر ہیں

از: حکیم الامت حضرت تھانویؒ

حق تعالیٰ نے مختلف خاندانوں اور قوموں کے بنانے میں یہ حکمت بتلائی ہے کہ اس سے تعارف اور شناخت ہو جاتی ہے اور ایک دوسرے کا پتہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ قریشی ہے یہ انصاری ہے یہ صدیقی ہے یہ فاروقی ہے، اگر یہ تفاوت نہ ہوتا تو امتیاز سخت دشوار ہوتا، کیوں کہ ناموں میں اکثر توارد ہوتا ہے، ایک ہی نام کے بہت سے آدمی ہوتے ہیں، تو کسی قدر تو سکونت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک دہلوی ہے ایک لکھنوی ہے، پھر ایک شہر میں بھی ایک نام کے بہت سے ہوتے ہیں تو محلوں کے نام سے امتیاز ہو جاتا ہے، ایک محلت کا رہنے والا ہے اور ایک محلّہ خیل کا، پھر وہاں بھی ایک نام کے دو تین ہوتے ہیں تو قبائل کی طرف نسبت سے امتیاز ہو جاتا ہے، یہ حکمت ہے اختلاف قبائل کی۔

مگر آج ہمارے بھائیوں نے اس کو مدار فخر بنا لیا ہے۔ اب یہاں دو قسم کے لوگ ہو گئے، بعض نے تو نسب و شرف کی جڑ ہی اکھاڑ دی۔ ان کو اس سے شبہ ہوا ہے کہ اس آیت میں اختلاف قبائل کی حکمت صرف تعارف بتلائی گئی ہے اور حکمتوں سے سکوت کیا

گیا ہے تو انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بس اس میں اور کچھ حکمت نہیں ہے ''لِاَنَّ السُّکُوْتَ فِیْ مَوْضِعِ الْبَیَانِ بَیَانٌ'' اس پر نظر کر کے بعض نے تو شرافتِ نسب ہی کا انکار کر دیا کہ اس سے شرف کچھ نہیں ہوتا، بل کہ جس طرح دہلوی، لکھنوی، ہندوستانی، بنگالی یہ سب نسبتیں تعارف کے لئے ہیں اور ان سے کچھ شرف حاصل نہیں اسی طرح قریشی، انصاری، سید، فاروقی، عثمانی وغیرہ یہ نسبتیں بھی شناخت کے لئے ہیں ان سے بھی کچھ شرف حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اس شرف عرفی سے محروم ہیں ان میں سے بعض نے تو اپنے کو شریف ثابت کرنا چاہا ہے، چنانچہ ایک قوم نے اپنا عرب ہونا ثابت کیا ہے اور کہا کہ ہماری اصل راعی ہے یہ لوگ جانور پالتے ہیں اس لئے ان کو راعی کہا گیا، پھر خلط عوام سے لفظی تغیر ہو گیا۔

اسی طرح بعضوں نے اپنے آپ کو خالد بن ولید ؓ کی اولاد میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح وہ عرب بننا چاہتے ہیں، مگر اس ترکیب میں تکلف تھا، کیوں کہ تاریخ سے اس کا کچھ ثبوت نہیں ملتا محض قیاسات بعیدہ سے کام لینا پڑتا ہے، جس سے ہر شخص کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات بنائی ہوئی ہے، اس لئے بعض نے اپنے نقص کو یوں دور کرنا چاہا کہ اہل شرف ہی سے اس شرف کی نفی کر دی کہ شرافتِ نسبت کوئی چیز نہیں۔

بعض نے اس نفی میں حضرت علیؓ کے اس قول سے استدلال کیا ہے ؎

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكِفَّاءُ اَبُوْهُمْ آدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

مَا الْفَخْرُ اِلَّا لِاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ عَلٰى الْهُدٰى لِمَنِ اسْتَهْدٰى اَدِلَّاءُ

آدمی صورت کے اعتبار سے سب برابر ہیں کیوں کہ سب کے باپ آدم علیہ السلام

ہیں اور ماں حضرت حواء علیہا السلام ہیں۔

پس اہل علم کے سوا کسی کے لئے فخر نہیں ہے کیوں کہ وہی ہدایت پر بھی ہیں اور طالب ہدایت کی طرف رہنمائی بھی کرتے ہیں۔

اس سے بھی بعض وہ حضرات جو نسبی شرف نہیں رکھتے اور علم حاصل کر چکے ہیں اس پر استدلال کرتے ہیں کہ شرف نسب کوئی چیز نہیں، بس شرف اگر ہے تو علم سے ہے۔

سو اول تو یہی معلوم نہیں کہ یہ حضرت علی ؓ کا قول ہے یا نہیں، پھر جس کا بھی قول ہے مطلب نفی فخر ہے کہ نسب پر فخر نہ کرنا چاہئے، کیوں کہ وہ امر غیر اختیاری ہے اور اس پر فخر نہ کرنا چاہئے، مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حسن صورت اور سوانکھا ہونا نعمت بھی نہیں، یقیناً اعلی درجہ کی نعمت ہے، اسی طرح یہاں سمجھو کہ گو شرفِ نسب بوجہ امرِ غیر اختیاری ہونے کے سبب فخر نہیں، مگر اس کے نعمت ہونے میں شبہ نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے قریش کی فضیلت بیان فرمائی ہے، انصار کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

اور ایک حدیث میں ہے:

''اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُھُوْا''۔

کہ جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں اسی طرح آدمیوں کی بھی مختلف کانیں ہیں جن میں بعض سونے کے مشابہ ہیں، بعض چاندی کے، بعض دوسرے معادن کے مثل ہیں، پھر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: جو خاندان جاہلیت میں اچھے شمار ہوتے تھے وہی اسلام کے بعد بھی اچھے ہیں جب کہ علم حاصل کرلیں۔

www.peopleofsunnah.com

بعض نے یہ سمجھا ہے کہ اس میں قید ''اِذَا فَقُهُوْا'' اہل انساب کو مضر ہے کہ اس میں مدار فضل فقہ کو فرمایا، مگر کچھ بھی مضر نہیں کیوں کہ حضور ﷺ ''فقہ'' کے بعد ''خِيَارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ'' کو ''خِيَارٌ فِي الْاِسْلَامِ'' فرمارہے ہیں، تو فقہ کے بعد مساوات نہ رہی، بل کہ حاصل یہ ہوا کہ فقیہ غیر صاحب نسب فقیہ صاحب نسب کے برابر نہیں، بل کہ فقیہ صاحب نسب افضل ہوگا، تو کوئی تو بات ہے جس سے وہ خیار ہوئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ صاحب نسب جاہل سے غیر صاحب نسب عالم افضل ہے اس کا ہم کو انکار نہیں، مگر حدیث سے اتنی بات معلوم ہوگئی کہ شرف نسب بھی کوئی چیز ضرور ہے جس کے ساتھ علم وفقہ مل جائے تو صاحب نسب غیر صاحب نسب سے بہتر ہوگا۔

نیز حدیث میں ہے: ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ'' کوئی تو وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے امامت کو قریش کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اہل انساب میں شان متبوعیت دوسروں سے زیادہ ہے۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب

جب جنگ حنین میں حضرات صحابہؓ کے پیر اکھڑ گئے اور وہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ ﷺ نے اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ: میں نبی ہوں یہ جھوٹ بات نہیں (اس لئے میرا غلبہ یقینی ہے) اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں، یعنی میں خاندانی اور صاحب نسب ہوں، ہرگز پسپا نہ ہوں گا، تو اس میں حضور ﷺ نے اپنے صاحب نسب ہونے پر فخر کیا ہے اور دشمن کو ڈرایا ہے کہ تو اپنے مقابل کو کم نہ سمجھنا، وہ بڑا خاندانی ہے، جس کی بہادری سب کو معلوم ہے۔ اگر شرف نسب کوئی چیز نہیں تو آپ ﷺ نے ''اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِب'' کیوں فرمایا۔

www.peopleofsunnah.com

نیز ایک حدیث میں ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْراھِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشاً مِنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ

(رواہ مسلم والترمذی)

یعنی حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسمٰعیل علیہ السلام کا انتخاب فرمایا (اس سے عرب کی فضیلت عجم پر ثابت ہوئی، کیوں کہ اسمٰعیل علیہ السلام ابوالعرب ہیں اور ایک روایت میں اسکی تصریح بھی ہے:

''اِخْتَارَ اللّٰہُ الْعَرَبَ مِنْ بَیْنَ الْاَنَامِ''۔

اور اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب کیا اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب کیا۔

اور ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

''اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ (اَیِ الْاِنْسِ) ثُمَّ جَعَلَھُمْ فِرْقَتَیْنِ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ فِرْقَۃً (اَیِ الْعَرَبَ) ثُمَّ جَعَلَھُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ قَبِیْلَۃٍ اَیْ قُرَیْشٌ) ثُمَّ جَعَلَھُمْ بُیُوْتاً فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِھِمْ بَیْتاً (اَیْ بَنِیْ ھَاشِمٍ) فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْساً وَّخَیْرُھُمْ بَیْتاً''۔ (رواہ الترمذی)

اس نص سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نسب مطلق کرم سے خالی نہیں گو اکرم ہونے کو مستلزم نہ ہو کیوں کہ اکرمیت کا مدار تقویٰ ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾۔

مگر اس کرم بالنسب کا یہ مطلب نہیں کہ سارے کرم کو نسب ہی میں منحصر کر دیا جائے جیسا کہ اہل قصبات کی عادت ہے، یہ دوسری جماعت ہے جس نے نسب کے بارہ میں

افراط وغلو کیا ہے جیسا کہ پہلی جماعت نے تفریط کی تھی۔ اہل قصبات نے فخر بالانساب ہی پر قناعت کر لی ہے۔ (اشرف الجواب: ۵۹۰، حصہ چہارم، اعتراض نمبر ۶۶)

خاتمہ

اوس وخزرج میں قومیت کا نعرہ اور نزول آیت

اوس وخزرج ایک ماں باپ کی نسل سے تھے، لیکن ایک مقتول کی وجہ سے دونوں میں دشمنی ہوگئی اور اتنی بڑھی کہ ایک سو بیس برس تک باہم جنگ ہوتی رہی، آخر اسلام کی وجہ سے اللہ تعالی نے ان کی باہمی عداوت کی آگ بجھادی اور رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے ان میں اتفاق ہوگیا۔ ان دونوں قبیلوں میں الفت کی ابتدا کیسے ہوئی اس کی تفصیل دیکھنا ہوتو ''تفسیر مظہری'' آیت ﴿فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾ آل عمران آیت نمبر ۱۰۳ کے تحت ملاحظہ فرمایئے ص ۳۲۱، ج ۲۔

کچھ مدت کے بعد ثعلبہ بنی غنم اوسی اور اسعد بن زرارہ خزرجی میں باہم قبائلی برتری کے متعلق نزاع ہوگیا اس نے کہا ہم میں ہی سے تھے وہ خزیمہ بن ثابتؓ جن کی گواہی کو دو گواہیوں کے برابر مانا گیا تھا اور ہم میں ہی سے تھے حنظلہؓ جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ہم میں ہی سے تھے عاصم بن ثابت افلحؓ اور ہم میں ہی سے تھے سعد بن معاذؓ جن کی وفات پر عرش الٰہی میں لرزہ آگیا تھا اور بنی قریظہ کے متعلق ان کے فیصلہ کو اللہ تعالی نے پسند کیا تھا۔

خزرجی نے کہا ہم میں بھی چار آدمی ایسے ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو محکم کر لیا ہے (یعنی قرآن کے حافظ اور لفظ لفظ کے قاری اور معانی کے عالم ہیں) ابی بن کعبؓ، معاذ

بن جبلؓ، زید بن حارثؓ اور ابوزیدؓ۔ اور ہم میں سے ہی ہیں سعد بن عبادہؓ جو انصار کے خطیب اور سردار ہیں غرض اسی طرح گفتگو بڑھی اور دونوں کو غصہ آ گیا اور دونوں نے فخریہ اشعار پڑھے آخر دونوں قبیلے اوس اور خزرج ہتھیار لے کر آ گئے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے (اور آپ نے فرمایا میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کرو گے ؟ پھر آپ ﷺ نے بہت مختصر مگر درد سے بھرا ہوا خطبہ دیا اس پر دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا دونوں روئے، گلے ملے) اور اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾۔

(تفسیر مظہری اردو: ۲/۳۱۶، آیت نمبر ۱۰۲)

قومیت کی آواز پر آپ ﷺ کی تنبیہ

غزوۂ مریسع یا غزوۂ بنی المصطلق (مریسع ایک چشمہ یا تالاب کا نام ہے جہاں قبیلۂ بنی المصطلق سے مقابلہ ہوا) میں ایک پانی کے چشمہ پر ایک مہاجر جہجاہ بن مسعودیؓ اور ایک انصاری سنان بن وبر الجہنیؓ میں پانی بھرنے کے ڈول کے متعلق تکرار ہو گئی۔ جہجاہؓ نے سنانؓ کو ایک لات یا تھپڑ مار دیا، اس پر سنانؓ نے ''یَا لِلْاَنْصَارِ'' کہہ کر انصار کو اور جہجاہؓ نے ''یَالِلْمُهَاجِرِیْنَ'' کہہ کر مہاجرین کو اپنی اپنی مدد کے لئے آواز دی۔

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ آوازیں سنیں (چونکہ اس میں قومیت کا جذبہ تھا) تو ارشاد فرمایا: یہ جاہلیت کی سی آوازیں کیسی؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مہاجری نے ایک انصاری کو لات ماردی آپ نے ارشاد فرمایا: ''دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ'' یعنی ان باتوں کو چھوڑ دو یقیناً یہ باتیں گندی اور بدبودار ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد مبارک: ''دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ'' پر قیمتی فائدہ دیکھنا ہو تو

سیرۃ المصطفی ﷺ ص ۲۸۳، ج ۲ کا مطالعہ کیجئے۔

(سیرۃ المصطفی ﷺ: ۲/۲۸۲، اصح السیر: ۱۷۶)

ایک پنڈت کا اعتراض کہ اسلام تکبر کی تعلیم دیتا ہے

راقم الحروف کے آبائی وطن لاجپور میں ایک پنڈت آیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے اسلام پر یہ اعتراض کیا کہ تمہارا مذہب اسلام تکبر کی تعلیم دیتا ہے۔ میرے نانا حضرت مولانا ابراہیم صاحب ڈابھیلؒ نے اس سے دلیل کا مطالبہ کیا کہ بتلاؤ! کوئی آیت یا کوئی حدیث جس میں تکبر کی تعلیم ہو؟ وہ خاموش۔ پھر مولاناؒ نے فرمایا: میں تمہاری کتاب سے اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ تمہارے مذہب میں تکبر کی تعلیم ہے۔ ہمیں تو اسلام نے یہ تعلیم دی ہے ﴿وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْباً وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾۔

لو اب تمہارے مذہب کی سنو! منو جی مہاراج نے ''منواسمرتی'' میں لکھا ہے۔

برہم ہاسی شرمانت ورمانت ڈھاکرم
ویشی سے گپتانت شودرسی چاکرم

برہمن کو اپنے نام کے اخیر میں ''شرما'' اور راجپتوں ''کو ورما'' لکھنا چاہئے۔ ویشی (لوہاری، درزی وغیرہ) کو چاہئے کہ ''گپتا'' لکھے، چاکروں کو چاہئے کہ ''شودر'' لکھے۔ (یہ سنسکرت زبان کا شعر ہے)

ان اشعار کو سنا کر مولاناؒ نے فرمایا دیکھو تمہارے مذہب نے یہ سکھایا کہ ہر مذہب کا ایک خطاب ہو، صاحب نسب کا اعلیٰ اور کم درجہ والے کا ادنیٰ ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ﴾ اس پر پنڈت نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیراتے ہوئے کہا مولانا! یہ سب اس کی خاطر ہے۔

(مولانا ابراہیم صاحب ڈابھیل اور ان کے اشعار: ۳۵)

www.neoislamicsunnah.com

نبی کریم ﷺ کے تعدد ازواج کا ایک سبب عصبیت کا عملاً خاتمہ تھا

نبی اکرم ﷺ کی ایک سے زائد شادیوں کا ایک سبب خاندانی، علاقائی، نسلی اور قبائلی عصبیت کا عملاً خاتمہ تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے مختلف قبائل اور خاندانوں کی عورتوں سے شادی کر کے امت کے سامنے عملی نمونہ پیش کر کے ان تمام لعنتوں کا جو عرب کا سرمایۂ افتخار سمجھی جاتی تھیں خاتمہ فرمادیا۔

آپ ﷺ نے بزرگی اور تقرب کے تصور پارینہ کو پارہ پارہ اور نسلی اور قومی احساس برتری کو پاش پاش کر دیا، مروجہ امتیازات مٹ گئے، اختلاف قومیت، تخصیص رنگ و نسل، خاندانی و قبائلی بت فنا ہو گئے۔

آپ ﷺ نے جاہلی کبر و نخوت پر ضرب کاری لگاتے ہوئے انسانی غرور و عصبیت کو کچل کر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''وہ قومیں جو اپنے مردہ آباء و اجداد پر فخر کرتی ہیں ان کو اس سے باز آنا چاہئے وہ جہنم کے کوئلے بن چکے ہیں ورنہ پھر اللہ تعالیٰ کے نزدیک نجاست کے ان کیڑوں سے بھی ذلیل تر ہوں گے جو اپنی ناک سے نجاست کو دھکیلتے ہیں اللہ تعالیٰ تم سے یقینی طور پر جاہلیت کی عصبیت اور باپ دادا پر فخر کرنے کو مٹا چکے ہیں۔ (مشکوۃ، باب المفاخرۃ: ۴۱۷)

ظہور اسلام کے وقت مذاہب عالم اور اقوام و امم پر عصبیت، قومیت اور علاقائی و قبائلی اثرات چھائے ہوئے تھے جو انسان کے فکر و نظر پر غالب اور اس کے شعبۂ حیات پر حاوی تھے اور انسان کی زندگی کا لازمی عنصر بن کر رہ گئے تھے یہودی اور نصرانی خود کو اللہ کی چہیتی اولاد قرار دیتے تھے، فراعنۂ مصر سورج کے اوتار کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے، شاہان ایران اپنی اپنی رگوں میں خدائی خون کے دعویدار تھے، چینی اپنے شہنشاہ کو

آسمان کا فرزند تصور کرتے تھے اور ہندوستان میں سورج بنسی اور چندر بنسی خاندانوں کی نسبت سورج اور چاند سے قائم کی گئی تھی، ایرانی اپنے رنگ کے فخر سے اتنے مغلوب تھے کہ وہ حبشیوں اور ہندوؤں کو 'کوئے' کہتے تھے، عرب اپنی نخوت اور شوکت کے مدنظر ساری دنیا کو عجم یا بے زبان سمجھتے تھے اور ہندوؤں نے طبقاتی تفوق کے لئے ذات پاک کا نظام وضع کر رکھا تھا،

جہاں تک عرب کا حال تھا وہاں بھی یہی صورت حال پوری شدت کے ساتھ نظر آتی تھی، عدنانی اور قحطانی قبائل کا باہمی تعصب اتنا شدید تھا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی اس کے اثرات گہرے تھے، پھر عدنانیوں میں مضر اور ربیعہ کی کشاکش اتنی ہی شدید تھی، اسی طرح قریش اور غیر قریش کی کشمکش ایک مستقل مسئلہ تھا اور خود قریش کے اندر بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابتیں قدیم تھیں۔

اس باہمی تعصب نے نہ صرف آپس کی جنگ و خونریزی کو روا رکھا ہوا تھا، بل کہ نفرت و حقارت کا ایک ایسا سیلاب جاری کیا ہوا تھا جو تھمتا نہ تھا۔ اس حالت نے عربی قبائل کے اندر انفرادیت پسندی اتنی بڑھا دی تھی کہ ازدواجی تعلقات عموماً قبیلہ کے اندر ہی قائم کئے جاتے تھے۔

رسالت مآب ﷺ نے مختلف قبائل و اقوام میں شادیاں کر کے صدیوں سے جاری مذاہب و اقوام کی ان جاہلی اور خود ساختہ اقدار و روایات اور عصبیت کا قدیم حصار خاک آلود کر دیا۔

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ جغرافیائی اعتبار سے جزیرہ نما عرب کے مختلف قبائل کی نمائندگی کر رہی تھیں، ساتھ ہی اعلیٰ نسب اور بڑے رتبے والے خاندانوں کے

فرد ہونے کی حیثیت سے اہم اقتدار و اثرات کی حامل تھیں، چنانچہ مکہ معظّمہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا تعلق بنو تیم سے، حضرت حفصہؓ کا تعلق بنو عدی سے، حضرت ام سلمہؓ کا تعلق بنو مخزوم سے، حضرت زینب بنت جحشؓ کا تعلق بنو اسد ابن خزیمہ سے، حضرت ام حبیبہؓ کا تعلق بنو امیہ سے تھا، اور مکہ میں ان سے زیادہ با اثر کوئی خاندان نہ تھا۔

مکہ سے باہر ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ اور حضرت میمونہؓ دونوں کا تعلق یمن کے طاقت ور قبیلہ صعصعہ سے تھا۔ حضرت جویریہؓ وسط عرب کے بنی مصطلق کے سردار کی اور حضرت صفیہؓ شمالی عرب کے بنو نضیر کے سردار کی بڑی بیٹی تھیں۔

مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک سے زائد شادیاں قبائلی عصبیت کے خاتمہ اور پورے عرب اور مسلمان قوم کو وحدت اسلامی کی لڑی میں پرو کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے راہیں ہموار کرنے کے لئے تھیں اور آپ ﷺ کی یہ کوشش پوری طرح بار آور ثابت ہوئی۔

(ماہنامہ ''الفاروق'' کراچی شعبان ۱۴۱۷ھ)

www.peopleofsunnah.com